QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

خصائصِ نبوی کے فقہی پہلو؛ایک تحقیقی جائزہ

The Jurisprudential Aspects of Prophetic Characteristics; A Research Review

Dr. Abdur Razzaq
Assistant Professor of Islamic Studies, Govt. Graduate College, DG Khan
Email: mabdul.razaq7@gmail.com
Dr. Iftikhar Alam
Chairman, Global Research Club, Multan Email: driftikhar.grc@gmail.com

This paper explores the jurisprudential dimensions of the Prophet Muhammad's (ﷺ) exclusive characteristics (*Khaṣā'iṣ al-Nabawiyyah*) which distinguish him from the rest of humanity and even other prophets. These characteristics include certain legal exemptions, unique obligations, and privileges that hold special significance in Islamic jurisprudence (*fiqh*). The study analyzes these aspects by referencing primary sources of Islamic law, including the Qur'an, Hadith, classical jurisprudential texts and works of scholars such as Imam al-Shafi'i, al-Suyuti, Ibn Qudāmah and al-Shāṭibī. Key jurisprudential features examined include the Prophet's ﷺ allowance for more than four marriages, the prohibition of receiving *zakāh* and alms, the obligation of night prayer (*tahajjud*) specifically upon him, the exclusive right to receive a portion of war booty (*khums*) and the distinctive legal rulings regarding his wives. The paper also discusses how these characteristics impacted the development of *uṣūl al-fiqh* (principles of jurisprudence), particularly the differentiation between general legal rulings and those exclusive to the Prophet ﷺ. The study further explores the implications of *khaṣā'iṣ* in modern legal and ethical discourse, suggesting that an understanding of these unique rulings can contribute to contemporary discussions on leadership, moral authority and the application of Islamic law in pluralistic contexts.

Keywords: *Khasa'is al-Nabawiyyah, Islamic Jurisprudence, Prophetic Privileges, Principles of Islamic Law, Legal Exemptions in Prophetic Life*

ا۔ تمہید:

خصائصِ نبوی ﷺ (نبی کریم ﷺ کی وہ خصوصیات جو آپ ﷺ کو دیگر انبیاء اور انسانوں سے ممتاز کرتی ہیں) اسلامی فقہ میں ایک اہم موضوع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ مقالہ خصائصِ نبوی ﷺ کے فقہی پہلوؤں کا تحقیقی جائزہ پیش کرتا ہے جس میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر ان کے اثرات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں بنیادی مصادرِ شریعت: قرآن، سنت، اجماع اور فقہی کتب سے استدلال کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں نہ صرف روایتی فقہی مباحث کو بیان کیا گیا ہے بلکہ جدید عصری تناظر میں بھی ان کی معنویت پر بحث کی گئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آخری نبی مقرر فرمایا بلکہ آپ ﷺ کو متعدد ایسی خصوصیات سے بھی نوازا جو کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوئیں۔ ان خصائص میں فقہی اعتبار سے کئی اہم پہلو شامل ہیں، جیسے تعدد ازواج، مخصوص عبادات اور خمس کے مال میں خاص حق۔ ان پہلوؤں کی فقہی تعبیر اور تشریح امت مسلمہ کے لیے نہ صرف علمی اہمیت کی حامل ہے بلکہ عملی زندگی میں بھی ان کا اثر نمایاں ہے۔

اسلامی فقہ میں خصائصِ نبوی ﷺ کا مقام: فقہ اسلامی کے بنیادی مصادر میں سنتِ نبوی کو ایک اہم ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی شخصیت محض ایک نبی کے طور پر نہیں بلکہ ایک قانون ساز، قاضی اور امام کی حیثیت سے سامنے آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے خصائصِ نبوی ﷺ کو مستقل موضوع کے طور پر اختیار کیا اور اس پر مفصل بحث کی۔ خصائصِ نبوی ﷺ کی اقسام: علامہ سیوطیؒ نے "الخصائص الکبریٰ" میں خصائص کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا ہے:

- دینی خصائص
- دنیوی خصائص
- فقہی خصائص
- اخلاقی خصائص۔[1]

۲۔ فقہی خصائص:

چونکہ ہمارے مضمون کے عنوان میں خصائص نبوی کے محض فقہی پہلوؤں کا تحقیقی جائزہ مقصود ہے، اس لیے ہم اپنی بحث کو انہی پہلوؤں تک محدود رکھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کے فقہی خصائص میں درج ذیل خصائص اہم ترین شمار کیے جاتے ہیں:

الف۔ تعددِ ازواج:

نبی اکرم ﷺ کو بیک وقت نو(۹) ازواج رکھنے کی اجازت دی گئی، جبکہ امت کے لیے چار کی حد مقرر رہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

---

[1]۔ سیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبریٰ، قاہرہ: دار الکتب، 1325ھ، ج1، ص5۔

"وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا۔"[2]

"اور اگر تم یتیم لڑکیوں سے بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو، اگر تمہیں خطرہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو یا جو لونڈی تمہارے ملک میں ہو وہی سہی، یہ طریقہ بے انصافی سے بچنے کے لیے زیادہ قریب ہے۔"

فقہاء نے اس کو خصائصِ نبوی ﷺ میں شمار کیا ہے، جس کا مقصد دین کی اشاعت اور مختلف قبائل سے تعلقات مضبوط کرنا تھا۔[3]

نبی کریم ﷺ کی ازدواجی زندگی کا مطالعہ ہمیں نہ صرف اخلاقی اقدار سکھاتا ہے بلکہ سماجی، سیاسی اور قبائلی اتحاد کی حکمتیں بھی عیاں کرتا ہے۔ سیدہ صفیہؓ، سیدہ جویریہؓ اور دیگر ازواج کے ساتھ نکاح دراصل سیاسی مصالحت اور تبلیغ دین کے اعلیٰ نمونے ہیں۔ فقہی لحاظ سے اس پر کئی مکاتب فکر کی آراء موجود ہیں، تاہم سب اس پر متفق ہیں کہ یہ خصوصیت صرف نبی ﷺ کے لیے مخصوص تھی۔

ب۔ زکوٰۃ اور صدقات سے استغناء:

نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اہلِ بیت پر زکوٰۃ اور صدقہ حرام قرار دیا گیا۔[4] فقہاء کے مطابق یہ مالی تطہیر کا ذریعہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کی عصمت و طہارت کے مقام سے ہم آہنگ نہیں۔[5]

یہ حکم نہ صرف نبوی طہارت کا مظہر ہے بلکہ امت کے لیے بھی ایک اخلاقی معیار فراہم کرتا ہے کہ زکوٰۃ کے اموال صرف مستحقین کے لیے ہیں اور قیادت کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ فقہاء نے اس اصول کی روشنی میں اموالِ عامہ اور بیت المال کے مصارف پر تفصیلی بحث کی ہے۔

ج۔ تہجد کا وجوب:

عام مسلمانوں کے لیے تہجد نفل ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ کے لیے واجب قرار دیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا۔"[6]

"رات کو قیام کر مگر تھوڑا سا حصہ۔"

اس خصوصیت کا مقصد نبی ﷺ کی روحانی تربیت اور مقامِ قربِ الٰہی کا اظہار تھا۔[7]

---

[2]۔ النساء، 4: 3

[3]۔ ابن قدامہ، عبد اللہ، المغنی، بیروت: دار الفکر، 1405ھ، ج9، ص194

[4]۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، 1999ء، رقم الحدیث 1072۔

[5]۔ قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2002ء، ج2، ص120۔

[6]۔ المزمل، 73: 2۔

فقہاء نے اس مسئلے پر تفصیل سے لکھا ہے کہ کس طرح نبی ﷺ کی عبادات، ان کی امت کے لیے ایک نمونہ ہیں لیکن ان پر واجب نہیں۔ تہجد کی عبادت کو شریعت میں خصوصی روحانی حیثیت دی گئی ہے۔ اور اس کے فوائد پر تفصیلی ابواب امام غزالی[8]، ابن قیم[9] اور دیگر صوفی فقہاء نے قائم کیے ہیں۔

د۔ قضاوافتاء کی خصوصیت:

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہِ راست علم عطا ہوا۔ اس لیے آپ کے فیصلے الہامی نوعیت رکھتے تھے۔ امام شاطبی فرماتے ہیں:

"احکامِ نبوی کا ماخذ وحی ہے، لہٰذا وہ اجتہاد سے بالاتر ہیں۔"[10]

رسول اللہ ﷺ کے فیصلے محض عقل یا عرف کی بنیاد پر نہ تھے، بلکہ وہ وحی کے تابع تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اجتہادات بھی منصوص سمجھے جاتے ہیں۔ فقہاء نے اس بنیاد پر قاضیوں کے اجتہاد اور نبی کریم ﷺ کے فیصلوں میں فرق کو اجاگر کیا ہے۔

ر۔ خمس میں حصہ:

نبی کریم ﷺ کو مالِ غنیمت کے خمس سے خاص حصہ دیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔"[11]

"اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطور غنیمت ملے خواہ کوئی چیز ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، اگر تمہیں اللہ پر یقین ہے اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتاری جس دن دونوں جماعتیں ملیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

امت کے دیگر افراد اس میں شریک نہیں۔ یہ حصہ فقہاء کے نزدیک نبی ﷺ کی سیاسی اور سماجی ذمہ داریوں کے لیے مخصوص تھا۔ امام ابو یوسف نے "الخراج" میں بیت المال کے مصارف میں خمس کی تقسیم پر تفصیلی بحث کی ہے۔[12]

---

[7]۔ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تاویل آي القرآن، بیروت: دار الفکر، 1400ھ، ج29، ص122۔

[8]۔ غزالی، ابو حامد۔ احیاء علوم الدین۔ بیروت: دار الفکر، 1405ھ۔

[9]۔ ابن قیم۔ زاد المعاد۔ بیروت: الرسالۃ، 1998ء۔

[10]۔ شاطبی، ابو اسحاق، الموافقات، بیروت: دار المعرفۃ، 1411ھ، ج4، ص289۔

[11]۔ الانفال 8:41

س۔ طلاق کا اختیار:

امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو طلاق کے بعد نیا نکاح کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۔"[13]

"اے ایمان والو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر اس وقت کہ تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے نہ اس کی تیاری کا انتظام کرتے ہوئے لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب داخل ہو پھر جب تم کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں کے لیے جم کر نہ بیٹھو، کیوں کہ اس سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتا ہے، اور حق بات کہنے سے اللہ شرم نہیں کرتا، اور جب نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو، اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی ہے، اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ تم آپ کی بیویوں سے آپ کے بعد کبھی بھی نکاح کرو، بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔"

یہ ایک خاص حکم تھا۔ اس کا مقصد نبی کریم ﷺ کی ازواج کو معاشرتی وقار اور امت کے لیے ابدی ماں کے مقام پر فائز کرنا تھا۔ فقہی لحاظ سے یہ حکم اجماعی اور منصوص ہے، جس پر امت میں کوئی اختلاف نہیں۔

ص۔ کفایتِ نبی:

نبی اکرم ﷺ کی کفایت اور فطری طہارت کی بنا پر بعض امور جیسے غسلِ جنابت اور تیمم کے متعلق مخصوص احکام بیان کیے گئے ہیں جسے علماء نے خصائص میں شمار کیا ہے۔[14]

۳۔ خصائص نبوی ﷺ اور اصولِ فقہ:

رسول اللہ ﷺ کی خصائص کی روشنی میں اصولِ فقہ میں متعدد قواعد مرتب کیے گئے۔ مثال کے طور پر:

- نبی ﷺ کا قول، فعل اور تقریر حجت ہے، مگر خصائص کے ضمن میں فعل اور قول کو الگ حیثیت دی گئی ہے۔

---

[12]۔ ابو یوسف۔ کتاب الخراج۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1396ھ، ص 83۔

[13]۔ الاحزاب 33 :53۔

[14]۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ج2، ص 89۔

- وہ احکام جو صرف نبی ﷺ کے لیے مخصوص ہوں، امت کے لیے واجب التعمیل نہیں سمجھے جاتے۔
- امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور دیگر اصولیین نے ان اصولوں کی روشنی میں استنباطی قواعد مرتب کیے ہیں۔

۴۔ خصائصِ نبوی اور اجتہادی نظام:

نبی اکرم ﷺ کی زندگی سے حاصل شدہ خصائص نے اجتہاد کے اصولوں میں گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اجتہاد کرتے وقت فقہاء کو یہ معلوم کرنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا متعلقہ حکم عام ہے یا نبی کریم ﷺ کے لیے مخصوص۔ اگر یہ حکم خصائص میں شمار ہو تو وہ امت پر لاگو نہیں ہوتا۔ امام سرخسی نے المبسوط میں اس مسئلے پر تفصیل سے بحث کی ہے۔[15]

۵۔ عصرِ حاضر میں فقہی تحقیق پر اثرات:

جدید معاشرتی، قانونی اور فقہی تناظر میں خصائصِ نبوی ﷺ کا مطالعہ ایک نئی جہت فراہم کرتا ہے۔ قانون سازی، عدالتی نظام اور حکومتی نظم و نسق میں ان خصوصیات کی روشنی میں اصول مرتب کیے جاسکتے ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کی عدالتی خودمختاری اور اخلاقی بلندی جدید عدالتی ماڈل کے لیے مثال بن سکتی ہے۔

۶۔ جدید علمی مباحث:

عصر حاضر کے محققین نے خصائصِ نبوی کے موضوع پر نفسیاتی، سماجی اور قانونی پہلوؤں سے بھی بحث کی ہے۔ پروفیسر محمد عمار خالد[16]، ڈاکٹر فضل الرحمن اور ڈاکٹر یوسف القرضاوی جیسے معاصر اسکالرز نے نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو ایک جامع رہنما کے طور پر پیش کیا ہے۔[17] ان کے مطابق خصائصِ نبوی محض ماضی کی بحث نہیں بلکہ موجودہ دور میں قیادت، اخلاق اور فقہی اصولوں کی تشکیل میں رہنما حیثیت رکھتے ہیں۔

خصائصِ نبوی ﷺ کے فقہی پہلو نہ صرف سیرتِ طیبہ کا گہرا مطالعہ فراہم کرتے ہیں بلکہ اسلامی فقہ میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے ذریعے شریعت کے اعلیٰ مقاصد اور نبوت کی حکمت آشکار ہوتی ہے۔ آئندہ تحقیق کے لیے ان خصائص کے جدید معاشرتی و قانونی تناظر میں مطالعہ کی ضرورت ہے تاکہ اسلامی قانون کو عصر حاضر میں مزید مؤثر اور قابلِ اطلاق بنایا جاسکے۔

۷۔ خلاصہ بحث:

خصائصِ نبوی ﷺ کے فقہی پہلو نہایت جامع اور بامعنی ہیں جو نہ صرف نبی کریم ﷺ کی شخصیت کی عظمت کو اجاگر کرتے ہیں بلکہ فقہی نظام کی وسعت اور اس کے اصولی ڈھانچے کو بھی نمایاں کرتے ہیں۔ ان خصائص کا مطالعہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ

---

[15]۔ سرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، بیروت: دار الفکر، 1993ء، ص34

[16]۔ خالد، محمد عمار۔ خصائص النبی ﷺ، جدید علمی تناظر۔ لاہور: اسلامک ریسرچ فورم، 2021ء۔

[17]۔ قرضاوی، یوسف۔ فقہ السیرۃ۔ بیروت: دار الشروق، 2000ء، ص51

نبی اکرم ﷺ کے احکام و افعال بعض اوقات عمومی امت کے لیے نہیں بلکہ انفرادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس تفریق سے اصولِ فقہ میں دقت، گہرائی اور توازن پیدا ہوتا ہے۔

یہ فقہی خصائص دراصل اسلامی قانون میں استثنائی اصولوں کی بنیاد فراہم کرتے ہیں جن سے اجتہادی قواعد، قیادت و امامت کے معیارات اور ریاستی نظم و نسق میں راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ عصر حاضر میں جب قیادت، سماجی عدل اور قانون سازی کے نئے چیلنجز درپیش ہیں، خصائصِ نبوی ﷺ پر مبنی تحقیق اسلامی اصولوں کی تجدید میں ایک مؤثر کردار ادا کر سکتی ہے۔

مزید یہ کہ خصائصِ نبوی ﷺ کا مطالعہ ایک سیرت نگاری کے باب کے طور پر ہی نہیں بلکہ ایک اصولی اور نظامی ماخذ کے طور پر ہونا چاہیے تاکہ موجودہ مسلم معاشروں میں قانون اور اخلاق کے مابین توازن قائم ہو سکے۔ یہ مقالہ فقہی تفہیم کے نئے دروازے کھولنے کی ایک کوشش ہے، جسے مستقبل میں دیگر جہات سے وسعت دینے کی ضرورت ہے۔